۵۔حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

مولد: سمرقند یا بخارا

تاریخ وفات: محرم ۱۷۷ھ یا ۳/ربیع الاول ۱۸۷ھ مدفن: مکہ معظّمہ

فضیل بن عیاض جو آج کے ہمارے بزرگ ہیں، تو ان کی زندگی ابتدائی کچھ اچھی نہیں تھی۔تمام بزرگوں کے بارے میں تو آپ سنتے چلے آئے ہیں کہ ابھی سات برس کی عمر میں حفظ کرلیا، سولہ برس، سترہ برس کی عمر میں علوم ظاہرہ، علوم باطنہ تمام سے فارغ ہوگئے۔مگر ان کی دوسری لائن تھی۔تو بعضوں نے لکھا ہے کہ یہ ایک گینگ تھی، ان کا کام تھا ہر وقت لوگوں کو ستانا۔ ایک روایت میں ہے کہ کسی محبوبہ کے عشق میں رات کو سیڑھی لگائی۔اب سنسان رات ہے اور کتنی جرأت؟ کہ سیڑھی لگا کر اس کی کھڑکی تک پہنچنا چاہتے ہیں۔

اب یہ دھندھا کر رہے تھے کہ آسمان سے آواز آئی، اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہ، کیا ایمان والوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا اللہ سے ڈرنے کا؟ تو چپ ہوگئے۔

کیسا ہی انسان ہو، جب دیکھے گا کہ کہنے والا کوئی نہیں، آسمان سے میں سن رہا ہوں براہِ راست، خدا کی طرف سے میرے لئے انتظام ہے، تو فوراً عبرت پکڑ لی۔اور آسمان کی طرف نگاہ کر کے کیا کہتے ہیں، اَللّٰھُمَّ اِنِّی تُبْتُ اِلَیْکَ وَجَعَلْتُ تَوْبَتِیْ مُجَاوَرَۃَ الْبَیْتِ الْحَرَام، کہ الٰہی! آج سے ان تمام دھندوں سے توبہ اور اب میں تیرے گھر کا قصد کرتا ہوں۔

اور پھر ظاہر ہے کہ جب اس طرح توبہ کا واقعہ پیش آیا ہوگا، اس طرف بڑھنا شروع کیا ہوگا، تو کتنے آگے گئے ہوں گے کہ تیس برس تک مجاہدے کرتے رہے۔اُسی اپنی گذشتہ زندگی کو یاد کرتے اور اللہ تعالی کی رحمت الٰہیہ کو، جو یک دم ان کی طرف متوجہ ہوئی، اس کے شکریہ کے طور پر، پھر

بڑھے، بڑھے، یہاں تک بڑھے کہ انتہائی درجہ کے متبع سنت بنے کہ کوئی سنت چھوٹنے نہ پائے، نہ رہن سہن کی، نہ عبادت کی، نہ طہارت کی۔

سنت چھوٹنے پر زیارت نبوی

میں نے گذشتہ سال وضوء کی سنتوں کے بارے میں عرض کیا تھا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ہر عضو کے دھونے کی دعائیں ذکر کی ہیں۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کا اہتمام بتایا تھا، تو ہمارے مولانا محمد صاحب نے آپ لوگوں کو وہ دعائیں چھاپ کر لا کر دی تھیں کہ ہاتھ دھوتے وقت، کلی کرتے وقت، منہ دھوتے وقت۔ تو انتہائی درجہ کے متبع سنت، ہر چیز میں سنت کے اہتمام کی عادت بن گئی۔

ایک دفعہ انسان ہے، جلدی میں وضوء میں ایک سنت چھوٹ گئی، اور رات کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں، ارشاد فرماتے ہیں کہ فضیل! محبت؟ محبت تو ایسی ہونی چاہئے کہ آدمی کبھی نہ بھولے۔

کتنی محبت کے ساتھ وہ سنن ادا کرتے ہوں گے۔ ہم تو اپنے معمولات بھی ادا کرتے ہیں، تو ہر وقت ہمارا دل اور دماغ گناہوں میں مصروف ہوتا ہے۔ وہی تصورات رہتے ہیں۔ نماز پڑھ رہے ہیں تو بھی وہی گناہوں کے تصورات، خدا کا دھیان نہیں آتا، میں نے جب گذشتہ سال دعائیں بتائی تھیں، تو میں نے عرض کیا تھا کہ اس سے احسان کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

جب وضو میں انسان سوچے گا کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ میں سنت ادا کر رہا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مراقبہ کرے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کو دل میں جگہ دے گا، پکائے گا، تو اس کے نتیجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پھر توجہات عالیہ ہوتی ہیں۔ تو ایک سنت وضوء میں چھوٹی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اوہو! محبت اور کیسے سنت چھوٹ سکتی ہے؟

جیسے وہاں، وہ قدر کرتے تھے ایک ایک چیز کی کہ جیسے آسمان سے آواز آئی، تو اس کی قدر کی اور ساری زندگی، تیس برس مسلسل مجاہدے پر مجاہدے، اور یہاں تک پہنچے کہ ایک سنت کے چھوٹنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم براہِ راست خود تنبیہ فرما رہے ہیں، خود تشریف لا رہے ہیں۔ تو اس کی بھی انہیں قدر تھی کہ اوہو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ مَنْ رَانِی فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِی، ایک روایت کے الفاظ جو عام طور پر روایات میں کثرت سے ہیں، وہ تو ہیں مَنْ رَانِی فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَانِی یا فَقَدْ رَأی الْحَقّ اور تیسرے الفاظ ہیں فَسَیَرَانِی، عنقریب مجھے دیکھے گا۔

شراح اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بشارت سنا رہے ہیں کہ جس کو خواب میں زیارت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی، تو مَنْ رَانِی فِی الْمَنَامِ ہو گیا تو فَسَیَرَانِی، یہ بشارت ہے اس کے لئے کہ وہاں میدانِ محشر میں پہنچے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہاں بھی زیارت ہوگی، اور وہاں جب زیارت ہوگی تو شفاعت بھی ملے گی، تو یہ شفاعت کی بشارت ہے۔

اس کی انہوں نے کتنی قدر کی فضیل بن عیاض نے، ایک سنت کے چھوٹنے پر جو یہ انعام ملا، تو اس کی قدر یہ کی کہ فوراً ہاتھ اٹھائے کہ الٰہی! مجھ سے یہ کوتاہی ہوئی، میں نے ایک سنت آج وضو کی چھوڑی تھی، اس سے میں آئندہ کے لئے توبہ کرتا ہوں اور اس کے کفارہ میں میں پانچ سو رکعت نفل روز پڑھا کروں گا اور ساری عمر پڑھتے رہے۔

یومیہ ایک ہزار رکعت

یہ ایک سو رکعت پڑھنے والے، یہ ہمارے اساتذہ میں دیکھا، حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب کو ہم دیکھتے تھے کہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی دو رکعت ختم نہیں ہوتی تھی، اتنی دیر میں ان کی دس، بارہ رکعتیں ہو جاتی تھیں۔

یہی حال حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا دیکھا کہ ایک زمانہ میں ان کا معمول تھا کہ روز سو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ تو یہ سو رکعت نفل والے تو اب تک ہمارے زمانہ تک ہم نے دیکھے ہیں۔ انہوں نے تہیہ کیا کہ روز پانچ سو رکعت پڑھوں گا اور میں نے اپنی نوٹس میں کہیں لکھا ہے ایک ہزار رکعت والے بھی ہیں کہ جن کا معمول تھا یومیہ ایک ہزار رکعت کا۔ خود احمد آباد میں ہمارے بزرگوں میں ایک بزرگ کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے خاندان میں یہ روایت تھی۔ الفاظ دیکھئے کہ خاندان میں یہ روایت تھی کہ سب گھر والے ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے۔

انہوں نے اپنے لئے اس کی نذر مان لی کہ الٰہی! میں اس کے کفارہ کے طور پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی، تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مجھے تنبیہ فرمائی، تو پانچ سو رکعت میں پڑھتا رہوں گا۔ تو اسی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو قائم اللیل، صائم الدہر بنایا اور پانچ سو رکعت کے ساتھ وہ جو بزرگوں کا معمول بتایا، تو ان کا معمول یہ تھا کہ پانچ دن میں افطار کرتے، پانچ دن مسلسل بلا کھائے پیئے روزہ۔ پانچواں دن ختم ہوا، غروب ہوا، تب جا کر وہ افطار فرماتے تھے، اس قدر انہوں نے مجاہدے کئے۔

خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم کی خدمت میں

خواجہ فضیل بن عیاض جو ایک عام انسان تھے، اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا نوازا، اتنا نوازا کہ جب یہ توبہ کر کے یہاں سے چلے ہیں، تو فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے ہیں، جیسے ابراہیم ادہم پہنچے تھے۔

یہ بھی حضرت امام صاحب کے شاگرد ہیں، فضیل بن عیاض۔ اور پھر محدثین میں بہت اونچا ان کا مرتبہ ہے۔ سلیمان الاعمش سے ان کی متعدد روایات ہیں، اور خود امام اعظم سے ان کی روایات ہیں کہ ان کے تلمیذ اور شاگرد ہیں۔ اور ان کے شاگردوں میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، سفیان ثوری ہیں، سفیان ابن عیینہ ہیں۔

وَبِالنَّجمِ هُمْ يَهْتَدُوْن

ان خدام پر کبھی ناراض ہوتے تھے، تو سفیان ابن عیینہ، کتنے عظیم محدث، تو ان کی ایک چیز ان کو پسند نہیں آئی، اپنے شاگرد سفیان ابن عیینہ کو فضیل بن عیاض نے ڈانٹا ہے۔

یہ طبقہ جو تھا صوفیہ کا، محدثین اور علماء کے دو طبقے تھے، ایک وہ کہ جن کو حکام سے کوئی تعلق نہیں تھا، نفرت کرتے تھے، نفرت دلاتے تھے۔ یہی حال ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تھا، ایک نظر دیکھنے، ایک سلام کرنے کے لئے، تھوڑی دیر گفتگو کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے، مگر انہی کے شاگرد امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی قاضی القضاۃ کا عہدہ سنبھالا۔

یہ فضیل بن عیاض اپنے شاگرد پر بگڑے سفیان ابن عیینہ پر، ایک دفعہ ان کو ڈانٹا اور فرمایا کہ ''تم علماء تو چراغ تھے جس سے ساری دنیا روشنی حاصل کرتی تھیں، ظلمتیں دور ہوتی تھیں، تم تو ستارے تھے، تم محدثین اور تم علماء اور تمہارے ذریعہ وَبِالنّجمِ هم يهتدون، لوگ سنسان صحراء میں اور کالی رات میں راستے پاتے تھے، اور راہ ان کو ملتی تھی۔ اور تمہارا اب یہ حال ہو گیا کہ تم سلاطین اور حکام اور اہلِ حکومت کے دروازوں پر جاتے ہو، ان سے ملتے ہو، ان کے ہدایا قبول کرتے ہو، اور ان کے یہاں کھانا کھاتے ہو اور کھانا کھاتے وقت تمہیں اس کی بھی تمیز نہیں رہتی کہ اس نے جو ہمارے سامنے کھانا پیش کیا ہے، یہ حلال ہے یا حرام؟'' ان کو خوب ڈانٹا۔

کہاں تو ان کی زندگی کیا تھی اور اللہ تعالیٰ نے صوفیاء کے رہبر اور ان کا امام ان کو بنایا، محدثین کا امام ان کو بنایا۔